اقوال زرّیں

- جس طرح چھوٹے چھوٹے سوراخ بند کمرے میں سورج کے طلوع ہونے کا پتہ دیتے ہیں، اسی طرح چھوٹی چھوٹی باتیں انسان کا کردار نمایاں کرتی ہیں۔
- زبان کی حفاظت دولت سے زیادہ مشکل ہے۔
- معاف کردینے سے انسان کی اپنی روح پاک ہوجاتی ہے۔
- خدا سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو اس کی عظمت کا علم رکھتے ہیں۔
- شطرنج میں وزیر اور زندگی میں ضمیر اگر مرجائے تو کھیل ختم ہی سمجھیں۔

جامعہ ملیہ اسلامیہ: تھوڑی خوشی، تھوڑا غم

پروفیسر اخترالواسع

حرف حق

2024 کے یونین پبلک سروس کمیشن کے رزلٹ عام ہوچکے ہیں اور اس میں اس مرتبہ مسلمان لڑکے اور لڑکیوں نے پہلے کے مقابلے نمایاں کامیابی حاصل کی ہے جو کہ تقریباً 5 فیصد سے زیادہ کا ہی تناسب رکھتی ہے۔ اس میں بھی یہ بات ہم سب کے لیے قابل فخر ہے کہ جامعہ ملیہ اسلامیہ کے تربیت یافتگان نے تقریباً 31 جگہوں پر کامیابی حاصل کی ہے۔ یہ جامعہ اور جامعہ والوں دونوں کے لیے انتہائی فخر کی بات ہے۔ میں اس کے لیے جامعہ کے قائم مقام وائس چانسلر اقبال حسین اور ان کی سرپرستی میں چل رہی ریزیڈنشیل کوچنگ اکیڈمی کے ذمہ داروں کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اس کے علاوہ جن جن اداروں اور تنظیموں سے وابستہ لوگوں نے کامیابی حاصل کی ہے، میں ان کو اور ان کے ذمہ داروں کو بھی مبارکباد دیتا ہوں۔

ہم سب کو گزشتہ سالوں میں یہ جائز طور پر شکایت رہی ہے کہ مسلمان بچے اس تعداد میں قومی سروسیز کے امتحانات میں وہ کامیابی حاصل نہیں کررہے ہیں جو کہ انہیں کرنی چاہیے۔ لیکن ہم نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ کتنے لوگوں نے ان امتحانات کے لیے درخواستیں دی تھیں اور ان میں سے کتنے لوگ ابتدائی مرحلے (پریلمس) کو پاس کرکے فائنل کے مرحلے میں پہنچے اور پھر انٹرویو میں کامیابی حاصل کرکے بالآخر انہوں نے کامیابی حاصل کی۔ ہمیں اس بات کی خوشی بھی ہے اور اس پر اطمینان بھی کہ اگر ایک طرف یو جی سی نے مختلف یونیورسٹیوں میں ریزیڈنشیل کوچنگ اکیڈمیوں کا اس مقصد کے لیے قیام کیا کہ کمزور طبقات کے بچے قومی ملازمتوں میں آنے کے لیے ضروری تیاری کریں تو نجی زمرے میں بھی بعض اداروں نے جن میں سب سے پہلے ہمدرد سوسائٹی اور بعد میں زکوٰۃ فاؤنڈیشن کا نام سر فہرست ہے، ایسی کامیاب کوششیں کیں کہ قومی ملازمتوں کے امتحانات کی تیاری کے لیے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں ان کے پروگراموں سے استفادہ کریں، تربیت حاصل کریں اور اپنی جگہ بنائیں۔

یہ بہت دلچسپ بات ہے کہ جہاں حکومتوں نے یونیورسٹیوں میں اس سلسلے میں ریزیڈنشیل کوچنگ اکیڈمیوں کا قیام کیا تو وہیں کچھ فرقہ پرست اور فسطائی قوتوں نے اس کو بھی فرقہ وارانہ رنگ دے کر ملازمتوں کے جہاد کا نام دے دیا۔ وہ تو کہیے خیر سے اس ملک کا جمہوری اور قانونی نظام ایسا ہے کہ وہ اپنی بات کو آگے نہ بڑھا سکے۔ لیکن یہ خوشی کی بات ہے کہ ہمارے نوجوان لڑکے اور لڑکیوں نے اپنی بے پایاں محنت سے آہستہ آہستہ کامیابی حاصل کرنا شروع کی اور اس دفعہ ماضی کے سارے ریکارڈس توڑ دیے۔

راقم الحروف کو یاد ہے کہ جب وہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں طالب علم تھا تو سب سے پہلے وہاں پر قانون کے طالب علموں نے یوپی کی جوڈیشیل سروسیز کے امتحانات میں حصہ لینا شروع کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے کامیابی کے وہ جھنڈے گاڑے کہ الہ آباد میں انٹرویو کے وقت ان کے مقابل آنے والوں میں یہ بات پہلے سے مان لی جاتی تھی کہ علی گڑھ والے جتنے امیدوار انٹرویو میں شریک ہوں گے، وہ سب تو سلیکٹ ہو ہی جائیں گے اور ان کو چھوڑ کر باقی سیٹوں پر مقابلہ ہونا ہے۔ مجھے یہ بھی یاد ہے کہ پروفیسر خلیق احمد نظامی جب وہ ڈین اسٹوڈنٹ ویلفیئر تھے تو انہوں نے سول سروسیز کی کوچنگ کا علی گڑھ یونیورسٹی میں اہتمام کیا تھا جس کو جلا پروفیسر علی محمد خسرو کے وائس چانسلر ہونے کے بعد ملی، وہ غالباً 1977 کا بیچ تھا جس میں سب سے زیادہ علی گڑھ والے مختلف میدانوں میں کامیاب ہوئے تھے۔ پھر پتہ نہیں علی گڑھ کو کس کی نظر لگ گئی اور اس کی کامیابی کی وہ شرح کبھی سامنے نہ آسکی۔ لیکن بہرحال خوشی کی بات ہے کہ جامعہ ملیہ اسلامیہ جو علی گڑھ کی کوکھ سے ہی جنمی ہے، نے وہ جگہ حاصل کرلی ہے۔

قومی سروسیز میں مسلمانوں کی اس بڑھتی ہوئی حصے داری کے ساتھ ہی ہمیں یہاں یہ عرض کرنا ہے کہ مسلمان بچے اور بچیوں کو محض سول سروسیز کے بڑے مناصب کے لیے ہی کوشش نہیں کرنی چاہیے، ہمارے وہ بچے جو مشکل سے گریجویٹ یا بارہویں کلاس ہی پاس کر پاتے ہیں، انہیں سب آرڈینیٹ اور پولیس کی ماتحت سروسیز کے لیے بھی تیاریاں کرنی چاہئیں کیوں کہ آپ چاہیں نہ چاہیں یہ ضروری نہیں کہ ہر شخص آئی اے ایس، آئی پی ایس، آئی ایف ایس اور دوسری مرکزی ملازمتوں میں حصہ دار بن سکے۔ اسی طرح سب کا منصف اور مجسٹریٹ بننا بھی آسان نہیں ہے۔ ہم یہ تو نہیں کہتے کہ آپ اپنی خواہشات کی تکمیل کے لیے ان سروسیز کے امتحانات نہ دیں لیکن اگر خدانخواستہ اس میں کامیاب نہیں ہوتے ہیں تو ریاستی زمرے کی ملازمتوں کے لیے جی جان لگا کر کوشش کریں اور کوئی وجہ نہیں کہ آپ کی علمی لیاقت اور جنرل نالج کے ہوتے ہوئے آپ ان میں کامیاب نہ ہوں۔ ہم یہ بات بخوبی جانتے بھی ہیں اور مانتے بھی ہیں کہ سرکاری ملازمتوں میں اوپر سے نیچے تک اپنی جگہ بنانا ہمارا قومی فریضہ بھی ہے، اس لیے کہ ہم اپنے مادر وطن اور اس کے بسنے والوں کی خدمت کرسکیں، ان کے کام آسکیں اور ساتھ میں مذہبی فریضہ بھی کہ ہم انتہائی دیانت، صیانت اور امانت کے تصورات کے تحت ان مناصب پر اپنی پہچان بنائیں اور اپنے ملک والوں کے بیچ اپنی اور اپنے ہم مذہبوں کی بہتر تصویر پیش کرسکیں۔ اس لیے ہماری ان تمام اداروں اور تنظیموں سے جو ابھی صرف اعلیٰ زمرے کی سروسیز کے لیے تیاریاں کرا رہے ہیں، ان سے بصد ادب یہ گزارش ہے کہ وہ نچلے زمرے کی ملازمتوں کے لیے بھی لڑکے اور لڑکیوں کو تیار کرائیں۔

> **بات جب نکلی ہے اور جامعہ کی حسن کارکردگی اور سول سروسیز امتحانات میں اس کے تقریباً 31 تربیت یافتگان کی کامیابی کی بات ہو رہی ہے تو ذمہ داران جامعہ کو مکتبہ جامعہ جس کی عمر کے تقریباً 100 سال پورے ہوا چاہتے ہیں اور جس میں ایک پبلک لمیٹڈ کمپنی کے طور پر جامعہ ملیہ اسلامیہ کے نوے فیصد شیئر ہیں، کی بدحالی پر بھی توجہ دینی چاہیے۔**

بات جب نکلی ہے اور جامعہ کی حسن کارکردگی اور سول سروسیز امتحانات میں اس کے تقریباً 31 تربیت یافتگان کی کامیابی کی بات ہورہی ہے تو ایک ایسے شخص کی صورت میں جس نے تقریباً 37 سال سے زیادہ عرصے تک جامعہ کا نمک کھایا ہے اور جس کا اردو سے کوئی پیشہ ورانہ رشتہ تو نہیں بلکہ اردو سے اس کا رشتہ وہی ہے جو اس کا اس کی ماں کے دودھ کے ساتھ ہے، اسے ذمہ داران جامعہ کی توجہ اس امر کی طرف ضرور دلانی چاہیے کہ کس طرح سے مکتبہ جامعہ جس کی عمر کے تقریباً 100 سال پورے ہوا چاہتے ہیں اور جس میں ایک پبلک لمیٹڈ کمپنی کے طور پر جامعہ ملیہ اسلامیہ کے نوے فیصد شیئر ہیں، اسے اس کی بدحالی پر بھی توجہ دینی چاہیے۔ مکتبہ جامعہ کا ایک شاندار ماضی رہا ہے، اردو زبان وادب اور علم کی کوئی ایسی شاخ شاید ہی رہی ہو جس پر مکتبہ جامعہ نے معیاری اور سستی کتابیں نہ چھاپی ہوں، اس سے جو لوگ جڑے رہے، ان میں ڈاکٹر ذاکر حسین، پروفیسر محمد مجیب، ڈاکٹر عابد حسین، خواجہ غلام السیدین، کرنل بشیر حسین زیدی، مالک رام اور مہتمم یا منیجر کے طور پر حامد علی خاں، غلام ربانی تاباں اور شاہد علی خاں کے نام شامل ہیں۔ ”پیام تعلیم“ اور ”کتاب نما“ کے ذریعے کتنے ہی ذہنوں کی فکری اور علمی آبیاری ہوئی ہے۔ مکتبہ جامعہ کا ہیڈ کوارٹر جامعہ ملیہ اسلامیہ میں رہا تو بمبئی، دہلی کے اردو بازار اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی شمشاد مارکیٹ میں اس کی شاخیں علم وادب کے شائقین کو سیراب کرتی رہیں۔ بمبئی میں جواب ممبئی ہے جب تک شاہد علی خاں رہے مکتبہ جامعہ بمبئی کی علمی وفلمی کہکشاں کا مرکز رہا اور وہ جب دہلی آگئے تو انہوں نے جامعہ میں مکتبہ جامعہ کو اپنی تمام تر سادگی، سادہ لوحی کے ساتھ دنیا بھر کے اردو والوں کا ایک مرکز بنا دیا۔ انہوں نے پرانے جامعہ والوں کی طرح سے اپنے آپ کو افسر نہ جان کر ہمیشہ ایک خدمت گار ہی بنائے رکھا۔ یہی حال ان کا لبرٹی آرٹ پریس کے ساتھ تھا۔ خیر مکتبہ جامعہ کے بورڈ آف ڈائریکٹرس نے جو سلوک شاہد علی خاں کے ساتھ کیا، اس کا کسی کے پاس کوئی جواز نہیں، بھلا ہو نجیب جنگ صاحب کا جنہوں نے جامعہ کے وائس چانسلر اور مکتبہ جامعہ کے چیئرمین کے طور پر پروفیسر خالد محمود کو منیجنگ ڈائریکٹر بنایا اور اپنے اثر ورسوخ کو استعمال کرتے ہوئے شری کپل سبل کی تائید سے قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان سے مکتبہ جامعہ کی کتابوں کی بڑی تعداد کو مفت میں چھپوا کر ایک دفعہ پھر مکتبہ کو زندگی بخشی۔ لیکن اب جس طرح مکتبہ کے بند ہونے کی نوبت آگئی ہے، اس کے اسٹاف کو تنخواہیں نہیں مل رہی ہیں، اس کے ملازمین فاقہ کشی سے بدتر مرحلوں میں داخل ہو چکے ہیں، ایسا کسی نے کبھی بھی نہ سوچا تھا۔ اردو بازار جو کبھی کتابوں کے لیے جانا جاتا تھا، اب اس کی پہچان کبابوں کی دکانوں سے ہوتی ہے۔ اردو کے ساتھ یہ برا سلوک تو سرکاروں نے بھی نہیں کیا تھا اور اس کا کوئی تصور ایسا بھی نہ تھا کہ مکتبہ جامعہ کے ساتھ جامعہ ملیہ اسلامیہ ایسا کرے گی۔ ہمارے موجودہ قائم مقام وائس چانسلر پروفیسر اقبال حسین جو خود اردو والے ہیں، سے یہ عاجزانہ درخواست ہے کہ وہ مکتبہ جامعہ کو ایک نئی زندگی دینے کے لیے ضروری اقدامات کریں۔ ایسا بالکل نہیں ہے کہ مکتبہ جامعہ کے پاس اپنی ضرورتوں کی کفالت کے لیے اسباب نہ ہوں، ضرورت صرف اس کی ہے کہ کوئی پختہ ارادے کے ساتھ اس کی دادرسی کے لیے آگے آئے۔

(مضمون نگار جامعہ ملیہ اسلامیہ میں پروفیسر ایمریٹس اسلامک اسٹڈیز ہیں)

wasey27@gmail.com

فلپائن کو برہموس کی فراہمی

کسی ملک کے اقتصادی طور پر مستحکم اور دفاعی طور پر طاقتور بننے کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ حالات کی تبدیلیوں پر نظر رکھے اور مواقع سے فائدہ اٹھانے کی بھرپور کوشش کرے۔ ملک کے مفاد کے لیے خوش قسمتی سے ہماری حکومت کی نظر بھی عالمی حالات کی تبدیلیوں پر ہے، وہ مواقع کا بھرپور فائدہ اٹھا رہی ہے۔ ہندوستان کی فلپائن کو برہموس سپرسونک میزائلوں کی فراہمی کو اسی زاویۂ نظر سے دیکھا جانا چاہیے۔ برہموس سپرسونک میزائلیں ڈی آر ڈی او یعنی ڈیفنس ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ آرگنائزیشن اور روس کی این پی او مشینوسٹرو وینیا کا وینچر ہیں۔ ان کی رینج 290 کلومیٹر ہے۔ زمین سے زمین پر ان کی رینج 290 کلومیٹر سے بڑھا کر 500 کلومیٹر تک اور جہاز سے ان کی رینج بڑھا کر 400 کلومیٹر تک کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ ان میزائلوں کی اہمیت کے مدنظر ہی انہیں خریدنے کے لیے 2022 میں فلپائن نے ہندوستان سے 37 کروڑ 50 لاکھ ڈالر کا معاہدہ کیا تھا۔ اب ہندوستان نے برہموس سپرسونک میزائلوں کی پہلی کھیپ فلپائن کو بھیج دی ہے۔ 19 اپریل، 2024 کو ہندوستانی فضائیہ کا مال بردار جہاز سی-17 میزائل سسٹم لے کر فلپائن کے کلارک ایئر بیس پہنچا۔ ہندوستان کے برہموس سپرسونک میزائلیں فلپائن کو سپلائی کرنے کی کئی لحاظ سے بڑی اہمیت ہے۔ اس سپلائی سے ہندوستان نے یہ اشارہ دے دیا ہے کہ اب ہتھیار درآمد ہی نہیں کرے گا، برآمد بھی کرے گا، اس کے پاس بہترین اور کارآمد ہتھیار ہیں۔ ہندوستان نے برہموس سپرسونک میزائلوں کی سپلائی اس وقت کی ہے جب تائیوان، ویتنام، برونئی، ملیشیا کے ساتھ فلپائن کے لیے بھی بحیرۂ جنوبی چین کا تنازع باعث تشویش بن گیا ہے۔ بحیرۂ جنوبی چین میں ان ملکوں کے علاقوں پر چین دعویٰ کرتا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ وہ اس دعویٰ سے پیچھے نہیں ہٹے گا۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ بحیرۂ جنوبی چین کا بحری راستہ عالمی تجارت کے لیے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اس راستے سے سالانہ 3.37 ٹریلین ڈالر کی تجارت ہوتی ہے۔ اس پر قبضے سے چین عالمی تجارت کی دشا اور دَشا بدلنے کی پوزیشن میں رہے گا، اپنے مفاد کی حفاظت کرسکے گا، کیونکہ وہ 80 فیصد توانائی اسی راستے سے درآمد کرتا ہے جبکہ 39.5 فیصد تجارت اسی راستے سے کرتا ہے۔ اسی لیے یہ بات طے سی نظر آتی ہے کہ بحیرۂ جنوبی چین میں تائیوان، ویتنام، برونئی، ملیشیا اور فلپائن کے علاقوں پر سے دعویٰ چھوڑنے کے بجائے حالات بگڑنے پر وہ جنگ کا متبادل چننا پسند کرے گا۔ اس وقت اس خطے کی صورتحال بدل جائے گی۔ اس خطے کے ممالک کو نہ چاہتے ہوئے بھی کسی ایک طرف ہونا پڑے گا۔ ہندوستان، چین کی طرف نہیں جاسکتا، چین اس کے علاقوں پر بھی دعویٰ کرتا ہے، اسے گھیرنے اور تنگ کرنے کے لیے نئے نئے پینترے چلتا رہتا ہے، اس کی ایک مثال گلوان کا تنازع ہے، چنانچہ ہندوستان کی فلپائن کو برہموس سپرسونک میزائلوں کی سپلائی چین کو اگر بے چین کردے تو یہ بات باعث حیرت نہیں ہونی چاہیے مگر ہندوستان کو زیادہ سے زیادہ مضبوط بننا ہے اور اپنے دائرۂ اثر میں اضافہ کرنا ہے تاکہ وہ اس خطے کے ملکوں کے لیے اسی طرح امید بنا رہے جیسے آج ہے۔

بحیرۂ جنوبی چین کے تنازع سے وابستہ تمام ملکوں، تائیوان، ویتنام، برونئی، ملیشیا اور فلپائن سے ہندوستان کے اچھے تعلقات ہیں۔ بحیرۂ شرقی چین میں جاپان، جنوبی کوریا اور تائیوان کے علاقوں پر بھی چین دعویٰ کرتا ہے۔ ان ملکوں سے بھی ہندوستان کے اچھے تعلقات ہیں۔ اہم بات یہ ہے کہ یہ تمام ممالک چین کے خلاف ہندوستان کو ایک بڑی طاقت مانتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اس کا ساتھ چین کو دباؤ میں رکھے گا۔ کواڈ میں شمولیت سے بھی ہندوستان کی اس اہمیت کا اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے۔ ان باتوں کے باوجود ہندوستان نے کبھی چین کو مشتعل کرنے کی کوشش نہیں کی ہے۔ اس کے خلاف کسی ملک کو بھڑکانے کا کام نہیں کیا ہے، البتہ چین نے ہندوستان کو مشتعل کرنے کی کوشش ایک سے زیادہ بار کی ہے۔ ہندوستان کے سری لنکا، نیپال، بھوٹان، بنگلہ دیش جیسے پڑوسی ممالک سے اس کی قربت بڑھانے اور انہیں 'قرض-جال' میں پھنسانے کی وجہ اب ناقابل فہم نہیں رہ گئی ہے۔ مالدیپ کے صدر معزو کے ہند مخالف رویے کی وجہ کو سمجھنے پر بھی یہی لگتا ہے کہ ہندوستان کو ہتھیاروں کا ایک بڑا ایکسپورٹر بننا چاہیے، اسے اس خطے کے ملکوں کو ہتھیار پہلے سپلائی کرنا چاہیے تاکہ ہتھیاروں کے کاروبار کو بڑھانے کے ساتھ ان ملکوں سے اس کے تعلقات بھی مستحکم ہوں اور حالات کے بدلنے پر یہ مستحکم تعلقات اس کے لیے باعث اطمینان بنیں۔

edit2sahara@gmail.com

ہزاروں ظلم ہوں مظلوم پہ تو چپ رہے دنیا

محمد عباس دھالیوال

تجزیہ

ہزاروں ظلم ہوں مظلوم پر تو چپ رہے دنیا
اگر مظلوم کچھ بولے تو دہشت گرد کہتی ہے

گزشتہ دنوں ضمیر اترولوی کا مذکورہ بالا شعر نظر سے گزرا، اگر دیکھا جائے تو یہ شعر عالمی برادری و فلسطینی عوام پہ صادق آتا ہے۔ ہم سبھی جانتے ہیں کہ اسرائیل فلسطینی عوام پر گزشتہ تقریباً آدھی صدی سے بھی زائد عرصہ سے ظلم وتشدد ڈھا رہا ہے، اس کے باوجود اسے کوئی کچھ نہیں کہتا لیکن اس کے برعکس اگر اپنے دفاع کے لیے فلسطینی کچھ کرتے ہیں تو انہیں دہشت گردی کے تمغہ سے نوازا جاتا ہے۔ گزشتہ سال اکتوبر سے ایک بار پھر سے اسرائیل نے فلسطینی عوام بشمول خواتین وبچوں پر ظلم وبربریت کا ایک بازار گرم کررکھا ہے لیکن فلسطین کا کوئی پرسان حال تک نظر نہیں آتا۔

اسرائیل کو معصوم و بے گناہ فلسطینی عوام پر حملے کرتے ہوئے سات ماہ سے بھی زائد وقت ہوگیا ہے لیکن ابھی تک وہ اپنی درندگی سے باز نہیں آیا ہے، مگر اس دوران عالمی برادری میں اپنا اثر رسوخ اور دبدبہ رکھنے والے بیشتر ممالک تماشائیوں کی طرح فلسطینی بچوں و خواتین کو اسرائیل کی ناحق کی جانے والی بمباری میں مرتا ہوا دیکھ رہے ہیں۔ المیہ تو یہ ہے کہ بیشتر مسلم ممالک بھی زبانی جمع خرچ کے علاوہ اسرائیل کے خلاف کوئی ٹھوس کارروائی نہیں کرپارہے ہیں۔

اسرائیل کی طرف سے فلسطینیوں پہ ڈھائے جانے والے مظالم کے خلاف آئے دن دنیا کے مختلف ممالک میں انصاف پسند لوگوں کی طرف سے احتجاج و مظاہرے کیے جارہے ہیں۔ بھلے ہی ان مظاہروں کا اسرائیل پر کوئی خاطرخواہ اثر نہ پڑے لیکن پھر بھی ان مظاہروں میں شامل لوگ اس بات کی شہادت دیتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ ابھی بھی دنیا میں کچھ ایسے لوگ باقی ہیں جن کے ضمیر زندہ ہیں اور یقیناً دنیا کا نظام ایسے لوگوں ہی کی وجہ سے قائم ودائم ہے۔ تازہ ترین مظاہروں کی بات کریں تو یہ گزشتہ دنوں اس امریکہ کے مختلف شہروں میں ہوئے ہیں جو سرعام جنگی جرائم کرنے والے اسرائیل کا سب سے بڑا حامی نظر آتا ہے۔

امریکہ کی متعدد ریاستوں کیلی فورنیا، نیویارک اور الی نوائے میں فلسطینیوں کے حق میں ہوئے مظاہروں کے دوران اہم شاہراہوں کو بند کردیا گیا، جس سے ملک کے مصروف ترین ہوائی اڈوں پر عارضی طور پر مسافروں کی روانگی معطل رہی۔ اسی طرح اہم ترین پلوں گولڈن گیٹ اور بروکلین برج کے ساتھ ساتھ مصروف ترین ہائی وے ویسٹ کوسٹ پر عارضی طور پر ٹریفک متاثر ہوا۔ ان احتجاج کے دوران مظاہرین نے اسرائیل اور حماس کے درمیان فوری جنگ بندی کا مطالبہ کیا۔ اس سلسلہ میں شکاگو شہر میں مظاہرین نے تقریباً صبح سات بجے بین الاقوامی ہوائی اڈے او ہیئر کی طرف جانے والی انٹر اسٹیٹ لین کو بلاک کردیا۔ اس ضمن میں مظاہروں کے منتظمین میں شامل رفقہ فلانے کے مطابق امریکہ میں پیر کو کیا گیا احتجاج فلسطین کی آزادی کے لیے اقتصادی ناکہ بندی کے عالمی مظاہروں کا حصہ تھا۔

اطلاعات کے مطابق کیلی فورنیا کے شہر سان فرانسسکو میں احتجاج کے سبب ٹریفک کی روانی کئی گھنٹوں تک معطل رہی۔ جبکہ اسی طرح مظاہرین نے گولڈن گیٹ برج پر تمام گاڑیوں، پیدل چلنے والوں اور موٹر سائیکلوں کی آمدورفت بند کردی گئی۔ آکلینڈ میں انٹراسٹیٹ 880 ہائی وے پر مظاہرین نے سیمنٹ سے بھرے 55 گیلن ڈرموں میں خود کو جکڑا اور راستے کو بند کردیا۔ ادھر نیویارک کے علاقے بروکلین میں مارچ کرنے والے مظاہرین نے بروکلین پل پر مین ہٹن جانے والے ٹریفک کو روک دیا۔

سوشل میڈیا میں مختلف پوسٹس میں لوگوں کو شاہراہ پر کھڑے ایک بینر پکڑے اور فلسطینی پرچم لہراتے ہوئے دکھایا گیا۔ اس راستے کو تقریباً تین گھنٹے بعد مکمل طور پر بحال کیا جاسکا۔ شاہراہوں کے بلاک ہونے سے کئی مسافروں کو ایئر پورٹس پہنچنے میں شدید دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا جبکہ مختلف مقامات پر پولیس نے درجنوں مظاہرین کو قانون کی مبینہ خلاف ورزی پر حراست میں لیا۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ حماس نے 7 اکتوبر 2023 کو اسرائیل پر حملہ کیا تھا جس میں اسرائیلی حکام کے مطابق تقریباً 1200 افراد ہلاک ہوئے تھے۔ اس حملے کے دوران حماس نے 250 افراد کو یرغمال بنالیا تھا۔ ان یرغمال افراد میں سے 100 سے زائد کو نومبر میں ہونے والی ایک ہفتے کی عارضی جنگ بندی میں رہا کردیا گیا تھا۔ جبکہ دوسری جانب حماس کے زیرانتظام غزہ کے محکمۂ صحت کے مطابق 7 اکتوبر 2023 سے جاری اسرائیل کے حملوں اور زمینی کارروائی میں تقریباً 33 ہزار فلسطینی مارے جاچکے ہیں جن میں اکثریت بچوں اور خواتین کی ہے۔ اسرائیل اور حماس میں جنگ بندی کے لیے متعدد بار مذاکرات ہو چکے ہیں البتہ یہ بات چیت کسی حتمی مرحلے تک نہیں پہنچ سکی ہے۔ ایک اندازے کے مطابق اس وقت حماس کی تحویل میں 100 سے زائد یرغمالی موجود ہیں جب کہ بعض اطلاعات کے مطابق 30 یرغمالی ہلاک ہوچکے ہیں جن کی باقیات بھی حماس کے پاس ہیں۔

> **مظاہروں کے دوران غزہ میں شہریوں کی ہلاکتوں کے ذمہ داروں کی نمائندگی کرنے والے مظاہرین نے پینٹ لگے ہوئے اپنے سرخ ہاتھ ہوا میں بلند کیے اور اپنے منہ دوسرے ہاتھ سے ڈھانپ لیے۔ اپنے ہاتھوں میں فلسطینی پرچم اٹھائے ہوئے اور گلے میں فلسطینی کیفیہ پہنے ہوئے مظاہرین نے ”آزاد فلسطین“، ”غزہ، پیرس تمہارے ساتھ ہے“ اور ”غزہ ہم سب تمہارے ساتھ ہیں“ کے نعرے لگائے۔**

اس سے قبل فرانس کے دارالحکومت پیرس میں فلسطینی حامی مظاہرین نے اسرائیلی حملوں میں ہلاک ہونے والے غزہ کے شہریوں کے حق میں زمین پر لیٹ کر مظاہرہ کیا۔ فلسطینی حامی انسانی حقوق کے چوک پر اس علاقے کے قریب جمع ہوئے جہاں ایفل ٹاور واقع ہے۔ اسرائیلی حملوں اور بموں سے جانیں گنوانے والے غزہ کے باشندوں کی یاد میں مظاہرین نے سفید لباس زیب تن کیے رکھا اور چوک میں زمین پر لیٹ کر احتجاج کیا۔

ان مظاہروں کے دوران غزہ میں شہریوں کی ہلاکتوں کے ذمہ داروں کی نمائندگی کرنے والے مظاہرین نے پینٹ لگے ہوئے اپنے سرخ ہاتھ ہوا میں بلند کیے اور اپنے منہ دوسرے ہاتھ سے ڈھانپ لیے۔ اپنے ہاتھوں میں فلسطینی پرچم اٹھائے ہوئے اور گلے میں فلسطینی کیفیہ پہنے ہوئے مظاہرین نے ”آزاد فلسطین“، ”غزہ، پیرس تمہارے ساتھ ہے“ اور ”غزہ ہم سب تمہارے ساتھ ہیں“ کے نعرے لگائے۔

جبکہ ایک دیگر رپورٹ کے مطابق بلجیم کے دارالحکومت برسلز میں غزہ اور مغربی کنارے کے متاثرین کی یاد میں ایک یادگاری تقریب کا انعقاد کیا گیا۔ اس موقع پر تقریباً 200 لوگ برسلز سینٹرل ٹرین اسٹیشن کے سامنے جمع ہوئے اور انسانی حقوق کے عالمی دن کے موقع پر غزہ اور مغربی کنارے کے متاثرین کی یاد میں ایک تقریب میں شمعیں روشن کیں اور مظاہرین نے اسرائیل کے خلاف شدید نعرے بازی کی۔

abbasdhaliwal72@gmail.com

مراسلہ نگار کی رائے سے مدیر کا متفق ہونا ضروری نہیں

شادی میں اسلامی طریقہ اپنائیں

مکرمی!

موجودہ وقت میں مسلمانوں میں جہاں زیادہ تر شادیاں غیر اسلامی طریقوں سے ہورہی ہیں، وہیں شادی کے بعد بھی شوہر اور بیوی اسلامی طور طریقے سے زندگی نہ گزار کر اپنی زندگی کو بربادی کی طرف لے جارہے ہیں، اگر شوہر کسی بات پر بیوی کو ڈانٹ دے تو وہ اپنے گھر والوں کو فون کردیتی ہے کہ سسرال میں مجھ پر بڑا ظلم ہورہا ہے تو ایسے میں جیسا کہ موجودہ دور میں دیکھنے میں آرہا ہے کہ بیٹی کی اتنی سی بات پر اس کے گھر والے غصہ میں آجاتے ہیں اور پھر اس کی سسرال میں پہنچ کر ہنگامہ کرنا شروع کردیتے ہیں کہ کیسے شوہر نے ان کی بیٹی کو ڈانٹ دیا۔ کئی بار بات گھر اور رشتہ داروں سے ہی نپٹ جاتی ہے لیکن کئی بار معاملہ پولیس تک پہنچ جاتا ہے اور ایک دوسرے کے خلاف مقدمہ تک کردیا جاتا ہے۔ ایسا نہیں کہ اگر کہیں پر سسرال میں خاتون پر ظلم ہوتا ہے تو اس کے خلاف آواز نہیں اٹھائی جانی چاہیے لیکن جس طرح سے آج معمولی باتوں پر گھر برباد ہورہے ہیں، شوہر اور بیوی کی ناسمجھی کی وجہ سے چھوٹے بچوں تک کی زندگی برباد ہوکر رہ جاتی ہے، اس میں مسلمانوں کو غور وفکر اور سمجھداری کی ضرورت ہے۔ شوہر بیوی سے لے کر ساس بہو کا رشتہ ایسا ہے کہ اس میں چھوٹی موٹی بات ہونا ایک عام سی بات ہے۔ مسلمانوں کو یہ بات یاد رکھنے اور اس پر غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے کہ اسلامی طریقے سے ہی زندگی گزار کر گھر میں امن وامان قائم رکھا جاسکتا ہے۔ اس بارے میں ہمارے علما کو بھی کافی کوشش کرنے کی ضرورت ہے اور مسلمانوں کو علما کی بات کو اہمیت دینے سے ہی ان کی زندگیوں میں قابل تعریف تبدیلی آسکتی ہے۔

شبلی رامپوری — رامپور منیہاران، سہارنپور

مسلمانوں کے زوال کا سبب

مکرمی!

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ قوم مسلم تیزی کے ساتھ روبہ زوال ہے، مسلمانوں کے زوال کا مسئلہ کسی ایک ملک سے جڑا ہوا نہیں ہے، بلکہ جہاں اکثریت میں ہیں یا جن ممالک میں اسلامی حکومتیں قائم ہیں، حالت یہ ہے کہ وہ ترقیاتی میدان میں رواں دواں تو کیا بنیادی اعتبار سے بھی محروم ہیں۔ عراق مسلم ملک ہے۔ صدام حسین کے زمانہ میں عراق تعلیم، ٹیکنالوجی، معاشی اور اقتصادی اعتبار سے کافی بہتر پوزیشن میں تھا، مگر مختلف جنگوں کا سامنا کرنے کی وجہ سے اس کی حالت غیر مستحکم ہوکر رہ گئی۔ اگر افغانستان کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بھی مسلسل جنگوں کا سامنا کرنے کے باعث شاہراہ ترقی سے کافی دور ہے، مصر میں انقلاب کی خوش کن ہوائیں چلیں، لیکن باد مخالف اسے لے اڑی، شام کے عوام کے خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہونے پائے، فلسطین کی حالت تو اور بھی زیادہ خستہ ہے۔ اسرائیلی افواج فلسطینیوں پر حملہ آور ہے، پاکستان، بنگلہ دیش، ماریشس، ملیشیا، کویت اور دیگر متعدد ممالک معاشی، تعلیمی، سماجی، ثقافتی، تہذیبی مسائل سے گھرے ہوئے ہیں۔ امریکہ، برطانیہ، فرانس اور دیگر مغربی ممالک کے مسلمان مختلف اقسام کی پابندیوں کے تحت زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔

مسلمانوں نے دین وشریعت کے مطابق زندگی گزارنا ترک کردیا ہے، کماحقہ مذہب اسلام کے احکامات پر عمل کرنے کی صورت میں مسلمان زوال سے دوچار نہ ہوتے، کیونکہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، جس میں دنیا کے سارے مسائل کا حل موجود ہے۔

مولانا محمد عبد الباری نعیمی اعظمی
سریا پہاڑی، اترولیا، ضلع اعظم گڑھ

نوٹ: ادارتی صفحے پر شائع مضامین میں مضمون نگاروں کے ذریعہ ظاہر کی گئی آرا ان کی ذاتی ہیں اور ادارہ اس کیلئے کسی طرح سے ذمہ دار نہیں ہے۔

سہارا انڈیا ماس کمیونی کیشن کیلئے پرنٹر و پبلشر ضیاء قادری نے سہارا انڈیا ماس کمیونی کیشن پریس، سہارا انڈیا ٹاور، 7 کپورتھلہ کمپلیکس، علی گنج، لکھنؤ میں چھپوا کر شائع کیا۔
Printed & Published by Zia Qadri, on behalf of Sahara India Mass Communication and Printed & Published at Sahara India Mass Communication Press, Sahara India Tower, 7 Kapoorthala Complex, Aliganj Lucknow
Editor & Group Editor: Abdul Majid Nizami (editor.nizami@gmail.com) Resident Editor: Dr. Himayat Hussain Jaisi (himayatsahara@gmail.com)*
ایڈیٹر اینڈ گروپ ایڈیٹر: عبدالماجد نظامی ■ ریزیڈنٹ ایڈیٹر: ڈاکٹر حمایت حسین جائسی*
روزنامہ راشٹریہ سہارا — حب الوطنی ○ فرض شناسی ○ ایثار
For Editorial/News: simeurdu@gmail.com, ■ Advertisement (National): ■ 0-9891773434, 9899452476, 9711050868 Email: adsahara@gmail.com
فون لکھنؤ دفتر: پی بی ایکس وایڈیٹوریل: 0522-2332935، 2323126، 2337777 انٹرکام: 5367 سرکولیشن: 2388379 شعبۂ اشتہارات: 0522-2376356 - ای میل: simeurdu@gmail.com - (Lucknow) sime.urdulko@gmail.com ٹیلی فون: دہلی آفس 23352368, 23352369
ہمیں فخر ہے کہ ہم ہندوستانی ہیں
سال: 25 شمارہ: 8881 R.N.I. No 70390/99 ROZNAMARASHTRIYASAHARA(LUCKNOW)
* اس شمارہ میں شائع شدہ تمام خبروں کے انتخاب اور ایڈیٹنگ کیلئے ذمہ دار